نقطۂ نظر

ڈاکٹر محمد غطریف شہباز ندوی

کیسے اللہ والے ہیں یہ اے خدا!

[''نقطۂ نظر'' کا یہ کالم مختلف اصحاب فکر کی نگارشات کے لیے مختص ہے۔اس میں شائع ہونے والے مضامین سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

[توہین رسالت، مذہب پسندوں کا دوہرا رویہ اور مولانا محمود حسن دیوبندی کی رائے]

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

کچھ عرصہ قبل پاکستان کی ایک مؤقر دانش گاہ مردان یونیورسٹی میں بڑا اندوہ ناک واقعہ پیش آیا جس نے ہزاروں کو رلا دیا اور رائج مذہبی فکر پر سوال کھڑے کر دیے۔ اس یونیورسٹی کے طلبہ کے ایک مشتعل ہجوم نے اپنے ہی ایک ساتھی کو بڑی بے دردی سے شہید کر ڈالا۔ پی ایچ ڈی کا طالب علم مشعل خاں ایک گبرو، نڈر اور متفکر نوجوان تھا اور یونیورسٹی انتظامیہ پر اس کی کوتاہیوں کی وجہ سے تنقیدیں کرتا رہتا تھا۔ شان رسالت میں گستاخی کا الزام لگا کر مشتعل ہجوم نے اُسے کمرے سے باہر گھسیٹا، زدوکوب کیا، کپڑے پھاڑے، پھر ایک نوجوان نے اُس نیم جاں کے سر میں تین گولیاں اتاریں۔ اور ایک شقی نے اس کا سر پتھر سے کچل دیا۔ اس کے اعضا کو توڑا گیا، نوچا اور کھسوٹا گیا۔ یہ بے رحم قاتل اُسے نذر آتش کرنے کے درپے تھے کہ کسی نے مشعل کے بے جان لاشے کو ان کے چنگل سے چھڑا کر آگ میں جلانے سے بچالیا۔ ظالموں نے اس ظلم کی ویڈیو بھی بنائی اور انٹرنیٹ پر ڈال دی۔ جب اُس کی میت گاؤں میں لائی

گئی تو مسجد کے جاہل اور فسادی امام نے اعلان کر دیا کہ کوئی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھے کہ وہ مرتد و گستاخِ رسالت تھا۔ یعنی الزام بھی لگایا اور خود ہی فیصلہ بھی سنا دیا!! دوسرے گاؤں سے کچھ لوگ ہمت کر کے آئے تب اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ شہید مشعل کو کیا معلوم تھا کہ بے رحم یونیورسٹی انتظامیہ ماں باپ کے اکلوتے چراغ کو یوں بجھا دینے کی سازش کر ڈالے گی!! بہر حال بڑا افسوس ناک واقعہ ہے جس پر علما میں سے مفتی محمد نعیم، مفتی تقی عثمانی اور کچھ اور لوگوں نے اس واقعہ کی سخت مذمت کی۔ عدلیہ نے اس کا از خود نوٹس لیا اور انتظامیہ بھی دیر سے ہی سہی جاگی مجرم پکڑے بھی گئے، مگر اس کے پیچھے جو مذہبی بیانیہ ہے، اس پر کوئی توجہ نہیں دے رہا ہے۔

مشعل خاں جیسے المیے پاکستان میں نئے نہیں ہیں۔ اس واقعہ کے حوالہ سے کئی سارے مضامین پڑھنے میں آئے خاص کر ان کے جو مذہب پسند یا اسلام پسند کالم نگار کہے جاتے ہیں۔ بڑا دکھ ہوا کہ اتنا ہول ناک حادثہ ہو گیا، ایک سازش کے تحت توہین رسالت کی افواہ پھیلائی گئی، طلبا کے ہجوم کو اسلام کے اور دین کے نام پر گمراہ کیا گیا اور ایک معصوم جان کو اس وحشیانہ انداز میں بربریت کا نشانہ بنایا گیا کہ ہلاکو اور چنگیز کی روحیں بھی شرما جائیں، مگر ہمارے اسلام پسند حضرات کو آفریں ہو جو یہ کہنے کا گردہ رکھتے ہیں کہ 'ایسے واقعے روز ہی ہوتے رہتے ہیں، کہ فلاں جگہ فلاں حافظ صاحب کو شہید کیا گیا، فلاں واقعہ میں فلاں مدرسہ کے معصوم طلبہ جان سے گئے تب اتنا واویلا نہیں کیا گیا'۔ ایک اور صاحب یوں گویا ہوئے کہ 'جو ہوا برا ہوا، مگر یہ تو ماننا پڑے گا کہ مشعل خاں توہین رسالت کا مرتکب نہیں بھی ہوا ہو، تھا تو وہ لبرل اور آزاد خیال'۔ اس لیے ہمیں نظر رکھنی ہوگی کہ ہماری سوسائٹی کدھر جا رہی ہے؟ بچوں کو تربیت دینی ہو گی ایسا نہ ہو کہ وہ ملحد لبرلوں کے شکار بن جائیں۔ اس واقعہ کے حوالہ سے ایک اور مضمون نگار نے یوں خامہ فرسائی کی کہ آج مذہب پر برا وقت آ گیا ہے اور لبرل فاسقین مسلمات کو چیلنج کر رہے ہیں، اجماعی مسائل زیر بحث لا رہے ہیں، اس سب کو روکنا ہوگا تبھی ملک میں امن آئے گا وغیرہ۔ ایک مشہور مذہبی و سیاسی رہنما نے واقعہ کی حقیقت جانے بغیر تبصرہ فرمایا کہ ''جب تک حکومت اہانت کے کیسوں میں قانون کے مطابق کارروائی نہیں کرے گی ہجوم قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتا رہے گا''۔ (ان تبصروں کے بین السطور میں کیا یہ پیغام چھپا ہوا نہیں ہے کہ لبرلوں اور آزاد خیالوں اور دوسری رائے رکھنے والوں کو جینے کا کوئی حق نہیں، انھیں کچل ڈالو؟)

مشعل خاں کے واقعہ کے کچھ ہی دن بعد ایک دوسرے علاقہ میں شانِ رسالت میں گستاخی کے الزام میں تبلیغی جماعت کے تین معصوم افراد پر بھی فریقِ مخالف کے ایک جوشیلے اور بہکے ہوئے نوجوان نے رات کے اندھیرے میں مسجد کے اندر گھس کر چاقو سے حملہ کیا جس میں ایک فرد تو جاں بحق ہو گیا، باقی شدید زخمی۔ اس طرح کے واقعات کے

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

بعد پورے معاشرہ میں ایک بیداری پیدا ہونی چاہیے تھی جو بد قسمتی سے نہیں ہوئی۔ حد تو یہ ہے کہ سول سوسائٹی نے بھی اپنے اطوار نہیں بدلے عامر لیاقت حسین اور اوریا مقبول جان نے لفظوں سے کھیلنے اور مذہب کے غلط استعمال میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ حال ہی میں جس طرح مولوی خادم حسین رضوی نے قانون توہین رسالت سے متعلق حکومت کی ایک غلطی (جسے درست کرلیا گیا) کو بنیاد بنا کر ۲۱ دن کا دھرنا دیا، اس کے خلاف پولیس ایکشن کی ناکامی اور اس پر فوج نے حکومت کا کہنا نہ مان کر جس طرح دھرنے والوں میں رقمیں بانٹیں اور دنیا بھر میں پاکستان کی جگ ہنسائی کروائی، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ معاشرہ اپنی مذہبی انتہا پسندی سے باز آنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اس حوالہ سے دھرنے اور عظمت رسالت کانفرنسیں ہو رہی ہیں، معاشرہ میں مذہبی جنونیت بڑھتی ہی جا رہی ہے، وجہ یہ ہے کہ اس سلسلہ میں جو مذہبی بیانیہ ہے، اس پر نظر ثانی کے لیے کوئی تیار نہیں جس کی جانب محترم جناب جاوید احمد غامدی بہت دنوں سے قوم کو متوجہ کر رہے ہیں۔

ہمارا مذہبی طبقہ اس سلسلہ میں کس طرح کے دو معیار رکھتا ہے، اس پہلو سے چند باتیں قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

قانون توہین رسالت کے ذیل میں خاص کر تین چیزیں بیان کی جاتی ہیں: خدا تعالیٰ کی جناب میں گستاخی، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی دوسرے پیغمبر کی شان میں گستاخی اور قرآن پاک کے بارے میں کوئی نازیبا بیان۔ ہمارے مذہبی جوشیلے ذرا ان تینوں کے حوالہ سے اپنے مذہبی، علمی و ادبی تاریخی سرمایہ پر سرسری سی نظر ہی ڈال لیں، ایسی کتنی ہی چیزیں اہل تصوف و ارباب باطن کے ہاں نظر آ جائیں گی جن کو بڑی آسانی سے توہین رسالت کے زمرہ میں لایا جا سکتا ہے۔

اہل تصوف کو ہمارا مذہبی طبقہ جدید اہل حدیث کو مستثنیٰ کر کے، ارباب ذوق، اصحاب مواجید، عارفین باللہ وغیرہ جیسے بلند الفاظ اور احترام سے لبریز آداب و القاب سے یاد کرتا ہے۔ عالم اسلام میں اکثر مسلمان اِن حضرات اور ان سے منسوب سلاسل اور آستانوں سے عقیدت رکھتے ہیں اور برصغیر میں تو کیا دیوبندی کیا بریلوی تھوڑے ہی مسلمان ہوں گے جنھوں نے ان کی عقیدت کا قلادہ اپنی گردنوں میں نہیں ڈال رکھا ہوگا۔ ان حضرات سے عقیدت کے معاملہ میں لبرل و آزاد خیال افراد بھی مذہبیوں سے پیچھے نہیں ہیں۔ بلکہ رند مشربی، آزاد خیالی اور صلح کلیت کی سوچ کا تو مرجع ہی یہی حضرات متصوفین اور ان کی زندگیاں ہیں۔ تاہم اِن حضرات کے ملفوظات، احوال و کشوف میں بہت کچھ ایسا ہے (اگر اس کی تاویل و توجیہ نہ کی جائے) جو گستاخانہ مواد سے بھی آگے کی چیز ہے۔ مگر اس گستاخانہ مواد سے آسانی

سے صرف نظر کر جانے والے مریدین جو سلمان تاثیر اور مشعل خاں جیسوں کے لیے شمشیر براں بن جاتے ہیں، ذرا اپنے ان بزرگوں کے ہاں بھی جھانک کر دیکھ لیں۔ ہم مسلمان عموماً متصوفین کو قدس اللہ اسراہم اور قدس سرہم العزیز کہتے نہیں تھکتے اور ان کے کلام میں پائے جانے والے شرک جلی وخفی اور اہانت آمیز مواد کی بڑی آسانی سے توجیہ کر لیتے اور ان کو شطحیات کے خانہ میں ڈال کر تاویل کر لیتے ہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ مذہبیت، تصوف اور فقہ باطن کے پردہ میں آپ کے لیے ہر چیز جائز ہے اور لبرلوں اور اپنے سے اختلاف کرنے والوں کی گردنیں آپ بغیر کسی تحقیق کے بس الزام کی بنیاد پر ناپ دیتے ہیں۔ اس دوغلے رویہ کو کیا نام دیا جائے؟

''اولیا'' کے ملفوظات واقوال میں اِس قسم کے جملے اتنے زیادہ ہیں کہ ان کو لکھا جائے تو دفتر کے دفتر بھر جائیں گے، مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند اقوال قارئین ملاحظہ کر لیں۔ (یہ جملے ہم نے مولانا کبیر الدین فوزان قاسمی کے رسالہ فکر اسلامی کی تشکیل جدید سے لیے ہیں)

مولانا روم (۶۷۳ھ) کے مطابق پیر اور ذات باری تعالیٰ برابر ہیں وہ کہتے ہیں:

پیر کامل صورت ظلِ علا یعنی دید پیر دید کبریا

ہر کہ پیر و ذات رایکجا ندید نے مریدو نے مریدو نے مرید

''پیر اللہ کے سایہ کی صورت ہے اور پیر کو دیکھنا خود ذات کبریا کو دیکھنا ہے۔ جو مرید پیر اور ذات باری کو 'ایک' نہ دیکھے وہ مرید ہی نہیں مرید ہی نہیں مرید ہی نہیں۔''

یہیں سے تصورِ شیخ کا مشرکانہ نظریہ پیدا ہوتا ہے۔ مگر یہ ذات باری تعالیٰ کی جناب میں گستاخی نہیں!

امام غزالی کے نزدیک عوام کی توحید لا الٰہ الا اللہ ہے اور خواص کی توحید لا موجود الا اللہ۔ غور فرمائیے کہ اِس سے عقیدۂ توحید پر کس طرح ضرب پڑتی ہے۔ کتنی ہی آیات کریمہ وحدیثوں کا خون ہوتا ہے! مگر غزالی پھر بھی شیخ الاسلام ہیں؟ ابو الحسن خرقانی (م ۴۲۵ھ) نے دعویٰ کیا کہ ''میں خدا سے دو سال چھوٹا ہوں'' ایک بار جلال آیا تو فرمایا: ''میں ہی مصطفائے زمانہ اور خدائے وقت'' ہوں۔ بایزید بسطامی (۲۶۰ھ) نے تو اپنا خیمہ ''عرش کے بالکل بالمقابل اور قریب لگا دیا تھا۔'' وہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے: 'سبحاني ما أعظم شأني' (یعنی میں خدا ہوں میری شان کتنی بلند ہے) یہی جملہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے منقول ہے جن سے تمام اکابرِ دیو بند ارادت کی نسبت رکھتے ہیں۔

صوفیا کے امام اکبر، وحدۃ الوجود کے پہلے فلسفی، مبلغ اور داعی ابن العربی (۶۳۸ھ) ابلیس کو مؤحد اعظم مانتے تھے پھر بھی شیخ اکبر ہی رہے اور ان کے ماننے والے سلمان تاثیر اور مشعل خاں کا جنازہ پڑھنے سے بھی منع کرتے ہیں

www.javedahmadghamidi.com
www.almawrid.org

کیوں؟ کیا اور یا مقبول جان جواب دیں گے؟ قرآن کے بارے میں مولانا رومی (۶۷۳ھ) فرماتے ہیں:

من زقرآن مغز را برداشتم　　استخواں راپیشِ سگاں انداختم

''میں نے قرآن سے اس کا مغز نکال کر ہڈیاں کتوں کے آگے پھینک دی ہیں۔''

حالاں کہ خود رومی کی مثنوی کا ارباب تصوف کے ہاں کیا مقام ہے، وہ اس جملہ سے پتا چلتا ہے:

مثنوی　مولوی　معنوی　　ہست قرآن درزبان پہلوی

''مثنوی مولانائے روم فارسی زبان میں قرآن ہے۔''

مثنوی کے پڑھنے کے لیے قراءت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ چودھویں صدی کے ایک بڑے صوفی شیخ فضل رحمان گنج مرادآبادی نے ایک مرید سے کہا: ''مثنوی معنوی بہت پڑھا کرو (اس کو محض لفظاً پڑھنے سے) تین سو آدمی قطب ابدال ہو گئے ہیں''۔

جامع السلاسل شیخ جنید بغدادی (۲۹۸ھ) فرماتے ہیں: ''آدم نے حضور الٰہی کو ایک لقمہ کے عوض بیچ دیا، موسیٰ نے دیدار کرنا چاہا، لیکن میں نے دیدارِ الٰہی کی تمنا نہیں کی، بلکہ خود خدا نے چاہا کہ مجھے دیکھے، خدا کی قسم قیامت میں میرا جھنڈا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے سے بلند ہو گا، اس کے نیچے تمام جن وانس اور انبیاء ہوں گے''۔ کیا اس جملہ میں صریح توہین رسالت نہیں ہے؟ جو علماے دیوبند، علماے بریلی اور دوسرے فرقوں و جماعتوں کے علما واکابر صوفی اماموں کی ان ہفوات پر یقین رکھتے ہیں اور ان کی تاویل کرتے ہیں، وہ کس منہ سے سلمان تاثیر اور اہانت کے دوسرے مزعومہ ملزمین کا خون مانگتے ہیں؟ کیا مولوی خادم حسین رضوی کے پاس اس سوال کا جواب ہے؟

www.javedahmadghamidi.org

صوفی شیخ عبدالقدوس گنگوہی نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج پر بلایا وہ وہاں سے واپس آ گئے، خدا کی قسم میں اگر معراج پر گیا ہوتا تو کبھی واپس نہ آتا'' (مفہوم) یہ مقولہ علامہ اقبال نے اپنے خطبات ''Reconstruction of religious thought in Islam'' میں بھی نقل کیا ہے، بلکہ ایک خطبہ کی ابتدا اسی سے کی ہے اور اس کو نبوت اور صوفیانہ واردات میں فرق کی توجیہ کے لیے دلیل قرار دیا ہے۔ عام طور پر توجیہ کی جاتی ہے کہ صوفیا کی روحانی واردات ماورائے کلام ہے، اس کا تجربہ ممکن ہے لیکن بیان ممکن نہیں اور جب کوئی صوفی مغلوب الحال ہو کر اُسے بیان کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس سے بیان میں غلطی ہو جاتی ہے۔ جو حسن توجیہ یہاں کام میں لائی گئی کیا غیر صوفیا کے لیے نہیں لائی جا سکتی؟ کیا تاج دار ختم نبوت لوگوں کا دل چیر کر دیکھ لیتے ہیں؟

ہمیں مذکورہ بزرگوں سے نہ کوئی چڑ ہے نہ پرخاش اور نفرت۔ یہ سارے بزرگ کب کے اللہ کو پیارے ہو چکے۔

ہمارا مدعا یہ ہے کہ ان بزرگوں کے مریدین میں امت مسلمہ کی بہت بڑی تعداد شامل ہے۔ اب یہ کیسا تضاد فکر و عمل ہے کہ اپنے بڑوں، بزرگوں اور مرشدوں کے سات خون معاف، ان کے لیے ساری تاویلیں تیار، نہ ادب واحترام میں کوئی کمی! اور جو لوگ مذہب کی رائج الوقت تعبیروں سے اتفاق نہیں رکھتے یا ان سے مطمئن نہیں، ان کے خلاف عوام کالانعام کو اکسا دیا جائے! مذہب پسندوں کے اس دوہرے رویہ اور ڈبل اسٹینڈرڈ کا کیا جواز ہے؟ ایک کے لیے تاویل اور حسن ظن تو دوسرے کے لیے کیوں نہیں؟ یہ حضرات مریدین سے 'اشرف رسول اللہ' اور 'چشتی رسول اللہ' کا کلمہ تک پڑھوا لیں، لیکن ان کے دین وایمان پر کوئی فرق نہ پڑے اور دوسرا مذہبی عالم ومفکر رائج مذہبی فکر پر کوئی سوال اٹھا دے تو ہمارے دار الافتا اس کو سیدھے سیدھے ملحد وکافر قرار دے دیں!

ممتاز قادری کی سزا کے بعد ''دلیل'' کے ایک کالم نگار نے کہا کہ اس کو شہادت کا درجہ دینے کا مطالبہ عوام کر رہے ہیں اور جمہوریت میں حکومتوں کا کام عوام کی بات ماننا ہوتا ہے، ہم نے ان کے جواب میں عرض کیا کہ یہ جمہوریت نہیں یہ تو Mobocracy ہے جو جمہوریت کے پردہ میں ہر جگہ حاوی ہوتی جا رہی ہے۔ ہمارے ملک ہندوستان میں بھی اقتدار پر وہ ٹولہ مسلط ہو چکا ہے جو جمہوریت میں نہیں موبوکریسی میں یقین رکھتا ہے اور بدقسمتی سے اب یورپ اور امریکا میں بھی کچھ اسی طرح کا منظر نامہ بنتا دکھائی دے رہا ہے۔

بہر حال ہمارا سوال اہانتِ رسول کے حوالے سے یہ ہے کہ اِس قانون کے علم بردار، محافظ اور حمایتی علما ومفتیین، صحافی اور کالم نگار حضرات کیا مذکورہ بزرگوں کے نقل کیے گئے مقولوں اور ملفوظات کو Disown کرنے کی اخلاقی جرأت کریں گے؟ اوریا مقبول جان، ڈاکٹر محمد امین اور مولوی خادم حسین رضوی صاحبان کیا خیال ہے؟

بات جب توہین رسالت کی آتی ہے تو بڑے بڑے اس میں اپنی عقل وفکر کو بڑی آسانی سے طاق پر رکھنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں جیسے کہ غازی علم دین کی موت پر اقبال نے کہا ''ترکھان کا بیٹا بازی لے گیا'' ایک عام دلیل اور منطق یہ دی جاتی ہے کہ برصغیر کی ملتِ اسلامیہ اِس معاملہ میں بہت زیادہ حساس ہے اور اس حساسیت کا اظہار توہین رسالت کے قانون کے تقدس سے ہوتا ہے۔ اس معاملہ میں علما، دانش ور، صحافی اور عوامی لیڈر سب ایک ہی پیج پر ہیں۔ گویا سب نے مان لیا ہے کہ یہ معاملہ ایسا ہے جس میں کسی دلیل، کسی منطق اور کسی شرعی استدلال کی سرے سے ضرورت ہی نہیں۔ حالاں کہ یہ ذہنیت اسلامی نہیں نہ قرآن یا سنت اس کی آب یاری کرتے ہیں۔ یہی بات تو ہمارے ملک ہندوستان میں ہندو وفرقہ پرست قوتیں کرتی ہیں۔ جن کا کہنا ہے کہ دھرم کا معاملہ آستھا کا معاملہ ہے، اس میں کسی دلیل اور Reason کا دخل نہیں ہوتا، یہاں تک کہ عدالت کو بھی دھرم کے کسی معاملہ میں مداخلت کا حق نہیں ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اگر برصغیر کے مسلمانوں میں اتنی شدید حساسیت پائی جاتی ہے تو اس کی جڑ قرآن میں نہیں، بلکہ ''باخدا دیوانہ باشی با محمد ہوشیار'' جیسے صوفیانہ مقولوں میں ہے۔ اس ذہنیت کی اصلاح معاشرہ کے باشعور لوگوں کو کرنی چاہیے تھی، ان لوگوں کو کرنی چاہیے تھی جو اپنے آپ کو تحریکی فکر کا علم بردار کہتے ہیں۔ مگر یہاں تو گنگا ہی الٹی بہ رہی ہے۔ پاکستان کے امیر جماعت اسلامی ممتاز قادری کے بیٹے کو اسٹیج پر بٹھا کر عوامی ریلیاں کرتے رہے، گرچہ اس کا ان کو فائدہ نہیں ملا اور نوزائیدہ تحریک لبیک کے منہ پھٹ، بلکہ دشنام طرازی میں ملکہ رکھنے والے ایک چھوٹے سے مولوی نے حکومت کی غلطیوں کو کیش کر کے مولوی سے علامہ اور پھر سیاسی قائد تک کا سفر ایک ہی جست میں طے کر لیا۔

سوال یہ ہے کہ مسلمان توہین رسالت کے نام پر جو مرنے مارنے پر اتنی آسانی سے آمادہ ہو جاتے ہیں، کیا اس کا منشا فی الواقع حبِ رسول کی شدت ہے یا کچھ اور ہی اس نفرت کی تہ میں چھپا ہوا ہے؟

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مناسبت سے اہل دیوبند کی ایک بڑی شخصیت اور اکابر علما کے شیخ مولانا محمود الحسن دیوبندی کی تشخیص قارئین کے سامنے لائی جائے۔ اپنے شاگرد مولانا مناظر احسن گیلانی (م ۱۹۵۶ء) کے اسی سوال کے جواب میں مولانا محمود نے فرمایا کہ توہین رسالت کے واقعات پر مسلمانوں کا پُر تشدد ردعمل کسی واقعی حبِ رسول پر مبنی نہیں، بلکہ وہ اس لیے بھڑکتے ہیں کہ اس سے دراصل ان کی انا کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ مولانا گیلانی نے یہ واقعہ اپنی ایک کتاب میں نقل کیا ہے، قصہ یوں ہے: ایک دن اس حدیث پر گفتگو کے ذیل میں کہ: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل الایمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھ سے اپنے رشتہ دار، اپنے مال و دولت اور دوسرے تمام لوگوں سے محبت کرنے والا نہ ہو'' (مسلم جلد اول بشرح النووی ص ۲۹۰) شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی نے فرمایا کہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محبوب کی مرضی کے آگے سب کچھ قربان کر دیا جائے لیکن مسلمان ایسا نہیں کرتے'' گیلانی کہتے ہیں: فقیر نے عرض کیا کہ بحمد اللہ عام مسلمان بھی سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی اس دولت سے سرفراز ہیں، جس کی دلیل یہ ہے کہ ماں باپ کی توہین کو تو ایک حد تک مسلمان برداشت کر لیتا ہے، زیادہ سے زیادہ گالیوں کے جواب میں وہ بھی گالیوں پر اتر آتا ہے، لیکن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہلکی سبکی (اہانت) بھی مسلمانوں کو اس حد تک مشتعل کر دیتی ہے کہ ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں۔ آئے دن کا مشاہدہ ہے کہ لوگ جان پر کھیل گئے۔ سن کر حضرت نے فرمایا کہ ہوتا بے شک یہی ہے جو تم نے کہا، لیکن ایسا کیوں ہوتا ہے؟ تہ تک تمھاری نظر نہیں پہنچی۔ محبت کا اقتضا یہ ہے کہ محبوب کی مرضی کے آگے ہر چیز قربان کی جائے۔ لیکن عام مسلمانوں کا جو برتاؤ آں حضرت کی مرضی مبارک کے ساتھ ہے، وہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ پیغمبر نے ہم سے کیا چاہا تھا اور ہم کیا کر رہے ہیں، اس سے کون ناواقف

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ہے۔ پھر سبکی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو مسلمانوں کے لیے نا قابل برداشت بن جاتی ہے، اس کی وجہ محبت تو نہیں ہو سکتی۔ خاک سار نے عرض کیا تو آپ ہی بتائیں اس کی وجہ کیا ہے؟ نفسیات انسانی کے اس مبصر حاذق نے فرمایا کہ سوچو گے تو در حقیقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سبکی میں اپنی سبکی کا غیر شعوری احساس پوشیدہ ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی خودی اور انانیت مجروح ہوتی ہے (کہ) ہم جسے اپنا پیغمبر اور رسول مانتے ہیں تم اس کی اہانت نہیں کر سکتے۔ چوٹ دراصل اپنی اس ''ہم'' پر پڑتی ہے۔ لیکن مغالطہ ہوتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے ان کو انتقام پر آمادہ کیا ہے۔ نفس کا یہ دھوکا ہے۔ اپنی جگہ ٹھنڈے دل سے جو غور کرے گا، اپنے طرز عمل کے تناقض کے اس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے۔ بہرحال محبوب کی مرضی کی جسے پروا نہ ہو، اذان ہو رہی ہے اور لایعنی اور لاحاصل گپوں سے بھی جو اپنے آپ کو جدا کر کے مؤذن کی پکار پر نہیں دوڑتا، اُسے انصاف سے کام لینا چاہیے کہ محبت کا دعویٰ اس کے منہ پر کس حد تک پھبتا ہے''۔ (مناظر احسن گیلانی: احاطہ دار العلوم میں بیتے ہوئے دن ص ۱۵۴-۱۵۵ مکتبہ طیبہ، دیوبند ۱۴۱۶ھ)

رسرچ ایسوسی ایٹ مرکز برائے فروغ تعلیم وثقافت مسلمانان ہند۔

---

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"